رئیس العلماء، مفکرِ قوم وملّت

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ

کی کچھ یادیں اور کچھ باتیں

از

مفتی محمود بن مولانا سلیمان صاحب حافظ جی بارڈولی

استاذ تفسیر وحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

اِس مقالے کے اہم نکات

① دار العلوم فلاحِ دارین کو دنیا اور آخرت کی واقعی فلاح و بہبودی کا مرکز بنانے والی ایک عظیم شخصیت۔

② امتِ مسلمہ کی دینی وملی فکر، کڑھن اور درد رکھنے والے ایک بے مثال شخص۔

③ اللہ تعالیٰ سے گہرا ربط اور تعلق رکھنے والے صاحبِ روحانیت بزرگ۔

④ ذکرواذکار معمولات اور اوراد وظائف کی پابند ذاکر وشاکر، اسلاف کی ایک یادگار شخصیت۔

⑤ مسلمانوں کی دینی ودنیوی تعلیم کی فکر رکھنے والے ملت کے ایک عظیم مفکر۔

⑥ مدارس، مکاتب، خانقاہ اور تمام ہی دینی سرگرمیوں کی سرپرستی کرنے والی ایک وسیع القلب اور ہمدرد ہستی۔

⑦ کاپودرا جیسی ایک چھوٹی سی بستی کو عالمی سطح پر متعارف اور مشہور کرنے والے ایک عظیم رہبرورہنما۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ۛ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿٣٠﴾ (مریم)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولے: میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھ کو کتاب دی ہے اور مجھ کو نبی بنایا ہے ﴿٣٠﴾

وقال تعالیٰ: یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿١١﴾

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں (ان کے) اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجوں کو اللہ تعالیٰ بلند کریں گے اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتے ہیں ﴿١١﴾

وقال النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تزوجوا الوَدودَ الوَلودَ فاني مُکاثِرٌ بکم الأُمَمَ یوم القیامة. (ابن حبان انس ابن مالک رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم بہت زیادہ محبت کرنے والی اور بہت زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو، اس لیے کہ میں قیامت کے دن تمھاری کثرت کی بنا پر دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

وقال النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اُذْکُرُوْا مَحاسِنَ مَوْتَاکُمْ. (ابوداؤد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: اپنے مرنے والے مرحومین کی خوبیوں کا تذکرہ کرو۔

قال سفیانُ بْنُ عُیَیْنَةَ: عندَ ذِکْرِ الصّالحینَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ.

ترجمہ: صالحین کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

قیامت کی ایک علامت: علما کا اٹھ جانا

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ: قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ علم کو اٹھا لیں گے: یعنی صحیح اور شریعت کا علم اللہ دنیا سے اٹھا لیں گے، اس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ دنیا میں علم کی کتابیں تو باقی رہیں گی؛ لیکن صحیح علم جاننے والے اور اس پر عمل کرنے والے علمائے ربّانیین کو اللہ تعالیٰ دنیا سے اٹھا لیں گے؛ اس لیے کہ کتابوں میں علم لکھا ہوا ہوتا ہے، اور یہ لکھا ہوا اس وقت فائدہ دیتا ہے جب آدمی اس کو پڑھے، اس پر عمل کرے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔

ایسے ہی ایک بہت بڑے عالم، جامعہ ڈابھیل کے ایک عظیم فرزند اور ایک کامیاب ترین استاذ، جامعہ کی شوریٰ کے معزز ترین رکن، رئیس العلما، مفکرِ ملّت: حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی -رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالىٰ رَحْمَةً وَّاسِعَةً- آج ہمارے درمیان نہیں رہے۔

جامعہ ڈابھیل نے اپنا ایک عظیم فرزند کھو دیا

دنیا میں اگر کسی کا فرزند انتقال کر جاتا ہے تو خصوصی طور پر ماں سب سے زیادہ غمگین ہوتی، اور اگر اس کا عظیم فرزند چلا جائے تو ایک ماں کو کیسی تکلیف اور کتنا غم ہوگا؟ اس کا ہم اندازہ نہیں لگا سکتے۔

حضرت مولانا عبد اللہ کاپودری نور اللہ مرقدہ نے جامعہ ڈابھیل کو اپنی زبان سے ''ازہرِ ثالث'' کا معزز لقب دیا، آج حضرت کی مادرِ علمی انتہائی غم میں ہے کہ اس

نے اپنے ایک عظیم فرزند کو کھودیا ہے، صرف عظیم فرزند ہی نہیں؛ بلکہ ایک زمانے کے جامعہ کے کامیاب مدرس، اورایک طویل عرصے تک کے جامعہ کی شوریٰ کے معزز رکن کو کھویا ہے۔

جامعہ ڈابھیل سے قلبی محبت: آخری ایام میں تاریخِ جامعہ کی فکر

حضرت مولانا مرحوم کو زندگی کی آخری گھڑی تک جامعہ سے بے انتہا محبت رہی، جب یہ بات حضرت کے صاحب زادے بھائی قاسم نے سنائی تو دل ہل گیا، کہنے لگے کہ: آخری ایام میں نوساری یشفین ہاسپٹل میں حضرتؒ کو داخل کیا گیا تھا تو اکثر غنودگی و بے ہوشی کی کیفیت رہتی تھی، ایک دن اچانک کچھ سیکنڈوں کے لیے آنکھ کھلی اور بیدار ہوئے تو فرمایا کہ: معلوم کرو کہ ڈابھیل، ترکیسر اور دوسرے جامعہ میں اسباق کی تقسیم ہوگئی اوراسباق شروع ہوئے یا نہیں؟

پھر دوسری بات یہ فرمائی کہ: مفتی صاحب کوفون کرو کہ: دوسری جلد کا کیا ہوا؟

بھائی قاسم کہنے لگے کہ: مجھے سمجھ میں نہیں آیا کہ کس کی دوسری جلد اور کون مفتی صاحب؟

میں نے بڑے بھائی مولانا اسماعیل صاحب سے کہا کہ: یہ کیاارشادفرمایا؟

مولانا اسماعیل صاحب نے کہا کہ: مفتی صاحب؛ یعنی جامعہ ڈابھیل کے مؤرخ: مفتی عبدالقیوم صاحب کوفون کرنے کے لیے کہا ہے اور دوسری جلد کا مطلب ہے تاریخِ جامعہ کی دوسری جلد۔

اندازہ لگاؤ کہ جامعہ سے کتنا گہرا ربط ہوگا کہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں

جب ہوش آیا تو یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

حضرت مرحوم کا پہلے طالبِ علمی کا زمانہ، پھر دو مرتبہ کا دورِ تدریس، پھر جامعہ کی شوریٰ کے معزز رکن، ماشاء اللہ! ہمیشہ اپنی دعاؤں اور مفید مشوروں سے جامعہ اور اہلِ جامعہ کو نوازتے رہے۔

وفات سے تین دن پہلے مادرِ علمی جامعہ ڈابھیل دیکھنے کی تمنا

حضرت کے پوتے مولانا عبد الرحمن صاحب نے سنایا کہ: وفات سے تین دن پہلے فلاحِ دارین ترکیسر کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو بہت زیادہ بیمار ہو گئے، میں قریب میں تھا، میں نے کہا کہ: کیا ضرورت تھی فلاحِ دارین جانے کی؟ تو فرمانے لگے کہ: فلاحِ دارین میری دھڑکنوں میں ہے۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ: اب میرا جی چاہتا ہے کہ میں جامعہ ڈابھیل جاؤں اور اس کو آخری مرتبہ دیکھ لوں؛ اس لیے کہ وہ میری مادرِ علمی ہے۔

رئیسِ فلاحِ دارین ترکیسر و رئیس العلماء

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک آیتِ کریمہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ. (الانفال:٣٤)

اللہ کے ولی تو وہی ہوتے ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں، اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنے والے ہوتے ہیں۔ عربی زبان کے گرامر کے اعتبار سے یہاں حصر کا معنی ہے، اللہ کے ایسے ہی بندوں میں مشفق و مربی حضرت مولانا عبداللہ صاحب پٹیل کاپودروی نور اللہ مرقدہ تھے، جن کو ''رئیسِ جامعہ فلاحِ دارین

ترکیسر'' کہا جاتا تھا، درحقیقت وہ رئیس العلماء تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مولاناؒ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائی تھیں: علم وعمل، صلاح وتقویٰ، عاجزی وانکساری اور فکرِ صحیح کی بنیاد پر اللہ نے آپ کو بہت اونچا مقام عطا فرمایا تھا:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ.

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں (ان کے) اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجوں کو اللہ تعالیٰ بلند کریں گے۔ (المجادلة:۱۱)

اللہ تعالیٰ علم کی برکت سے اونچے اونچے درجات عطا فرماتے ہیں۔

مولاناؒ کی جہدِ مسلسل کا منارۂ نور کی شکل میں ایک ثمرہ:

''جامعہ فلاحِ دارین ترکیسر''

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولاناؒ سے عظیم ملّی اور دینی خدمات لی اور دینی کاموں کا آپ کو موقع عنایت فرمایا، آپ کی دینی، ملی خدمات کا ایک عظیم الشان نمونہ جامعہ فلاحِ دارین ترکیسر بھی ہے؛ اگرچہ یہ ادارہ پہلے سے قائم تھا؛ لیکن حضرت مولاناؒ کی محنت، فکر، کوشش اور بھرپور جدوجہد کی برکت سے ننھے پودے سے ایک عالمی ادارہ بن گیا، آج میں اِس بات کا اعتراف کرنے میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ:

ہندوستان کے جن اداروں کا فیض عالم کے بہت سے ملکوں میں پھیلا ہوا ہے ان میں جامعہ فلاحِ دارین ترکیسر بھی ہے۔

اِس ادارہ کو اتنے اونچے مقام پر اور اس کے فیض کو عالمی سطح پر عام کرنے میں حضرت مولاناؒ کی رات کی دعائیں، دن کی فکریں، کوششیں، جہدِ مسلسل اور قسم قسم کی

تکلیفوں کو برداشت کرنے کا بے پناہ جذبہ وحوصلہ رہا ہے، اسی مجاہدہ و جفاکشی کا یہ ثمرہ اب منارۂ نور کی شکل میں ’’جامعہ فلاحِ دارین ترکیسر‘‘ کے نام سے چمک دمک رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو صبحِ قیامت تک سلامت رکھے اور ترقیات سے نوازے، آمین۔

ایک مہتمم کو چار جماعتوں سے واسطہ پڑتا ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک کامیاب مہتمم بنایا تھا، اتنے کامیاب مہتمم ہونے کے باوجود حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے کہ: مہتمم بننا کوئی آسان کام نہیں ہے، ایک مہتمم کو چار جماعتوں سے سابقہ پڑتا ہے:

① مدرسہ کے ٹرسٹیان، اراکینِ شوریٰ۔

② طلبہ کے والیان۔ ③ طلبۂ عزیز۔

④ مدرسے کا اسٹاف، جس میں تعلیمی اسٹاف یعنی مدرسین اور غیر تعلیمی اسٹاف یعنی دیگر خدام دونوں شامل ہیں۔

اِن چار طرح کی جماعتوں کو لے کر کے چلنا پڑتا ہے تب جا کر آدمی ایک کامیاب مہتمم بنتا ہے۔

پورے ملک کا نظام چلانے کی صلاحیت کے مالک

ہمارے مرشد و مشفق حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم نے جامعہ ڈابھیل کے تعزیتی جلسے میں ارشاد فرمایا تھا کہ: عارف باللہ حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ فرمایا کرتے تھے کہ: حضرت مولانا عبداللہ صاحب میں اللہ نے ایسی صلاحیت رکھی ہے کہ یہ پورے ملک کا نظام چلا سکتے ہیں۔

طلبہ پر حضرت مولاناؒ کی باریک بینی: ایک واقعہ

جس زمانے میں جامعہ ڈابھیل میں مدرس تھے اس زمانے کا ایک واقعہ بندے کو خود حضرت مولاناؒ سے کئی مرتبہ سننے کی سعادت حاصل ہوئی، فرمایا: میں سبق کے بعد جب بستی میں اپنے گھر جاتا تھا تو ایک طالبِ علم کو مسلسل تین چار روز سے گاؤں میں ڈاک خانہ کے پاس ہاتھ میں کوئی برتن لیے ہوئے دیکھتا، میں نے ایک مرتبہ اس کو بلا کر پوچھا: ?બેટા તારા હાથ મા શુ છે (یعنی بیٹا! تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟)

حضرت مولاناؒ کا ایک کمال یہ تھا کہ بہت عمدہ اردو بولتے تھے، اور بہترین اردو کے درمیان جب بعض گجراتی جملے بولتے تو بہت پیارے لگتے تھے۔

اس طالبِ علم نے کہا کہ: اچار ہے۔

میں نے کہا کہ: تو اچار گاؤں میں کیوں لینے آتا ہے؟

اس طالبِ علم نے جواب دیا کہ: مدرسے میں کھانے کے ساتھ اچار اچھا لگتا ہے اس لیے لینے آتا ہوں۔

میں نے کہا کہ: تمھارے والد کیا کرتے ہیں؟

اس نے کہا کہ: مسجد کے مؤذن ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ: مجھے فوراً احساس ہوا کہ ہمارے یہاں چوں کہ بہت سی بستیوں میں مؤذن صاحب کو گھر گھر جاکر کھانا جمع کرنا پڑتا ہے تو اس کے والد صاحب کی یہ عادت اِس طالبِ علم کے اندر آگئی، پھر میں نے اس کو درس گاہ میں بلاکر سمجھایا اور بہت محبت سے کہا تو اس نے اپنی اس عادت کو چھوڑ دیا۔

مولاناؒ فرماتے تھے کہ: یہ طلبہ جس گھرانے سے آتے ہیں اس گھرانے کا بھی ان کی عادتوں پر اثر پڑتا ہے۔

بہرحال! اس طرح طلبہ کی باریک سے باریک چیزوں پر نظر رکھتے تھے۔

باعتبارِ مہتمم حضرت مولاناؒ کی باریک بینی

زمانۂ طالب علمی میں ایک مرتبہ ایک خط لے کر حضرت کی خدمت میں جامعہ فلاحِ دارین ترکیسر حاضری ہوئی، میں نے دیکھا: مدرسے کے احاطے میں راستے کے دونوں طرف جو اونچے اونچے درخت ہیں اس پر پرندے شام کے وقت بیٹھتے ہیں اور ان کی بیٹ کی وجہ سے راستے پر سفید دھبے لگ جاتے، مدرسے کے ایک خادم کو بلا کر کہا کہ: شام کو غلول لے کر ان پرندوں کو اڑادیا کرو؛ تاکہ ان کی بیٹ سے یہ راستے خراب نہ ہوں، چند دن اڑانے کا اہتمام کرو تو یہ پرندے جگہ بدل دیں گے۔

یہ بات سن کر دل رشک کرنے لگا کہ ایک مہتمم کی حیثیت سے مدرسے کی اتنی باریکیوں پر کیسے نظر رکھتے ہیں!

چھوٹوں سے مشورہ کرنا، چھوٹوں کی حوصلہ افزائی

اُسی زمانے میں حضرت مولاناؒ کی ایک تالیف -جو عربی زبان میں ایک کتاب کا اردو ترجمہ ہے ''علّامہ عینی اور علمِ حدیث میں ان کا نقشِ دوام'' -چھپ کر شائع ہوئی تھی، آپ فلاحِ دارین میں بہت سے نوجوان مدرسین کو جمع کر کے اس کتاب کے سلسلے میں مذاکرہ فرما رہے تھے؛ حالاں کہ ان مدرسین میں اکثر آپ کے تلامذہ کے درجے کے تھے؛ لیکن ان سے اس کتاب کے بارے میں رائے طلب فرما رہے تھے

کہ: یہ کام کیسا ہے؟ مناسب ہے یا نہیں؟

اِس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے چھوٹوں پر بھی حسنِ اعتماد فرماتے تھے؛ تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو، ان میں خود اعتمادی پیدا ہو، اور چھوٹوں کو بھی اس طرح کچھ اظہارِ رائے کا موقع مل سکے اور وہ بھی اپنے دل کی بات عرض کر سکے، یہ بھی حضرت مولاناؒ کا ایک بہت بڑا وصف تھا۔

بارڈولی کے ساتھ حضرت مولاناؒ کا خصوصی تعلقات:

بارڈولی مدرسہ ہائی اسکول کے افتتاح کے موقع پر مولاناؒ کی تشریف آوری

ہمارے بارڈولی کے ساتھ مرحوم کا بہت اچھا اور گہرا تعلق تھا، جب ہمارے مدرسہ ہائی اسکول کا افتتاح ہوا تو اس وقت کی مرکزی حکومت کے ایک کابینہ وزیر (Cabinet Minister) جناب غلام نبی آزاد صاحب کو دعوت دی گئی تھی، اس موقع پر حضرت مولانا کو بھی دعوت دی گئی تھی، ہمارے بڑی خوشی کا موقع تھا کہ حضرت مولاناؒ نے ہماری دعوت قبول فرمائی اور بنفسِ نفیس شرکت فرما کر ہم چھوٹوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

وقت کی قدر و قیمت کے سلسلے میں مولاناؒ کا فکر انگیز بیان

ہمارے معاشرے میں ایک غلط رواج ہے کہ ہر کام آدھا گھنٹہ، پونا گھنٹہ تاخیر شروع ہوتا ہے؛ یعنی وقت کی ہمارے یہاں بالکل قدر و قیمت نہیں ہے، اس موقع پر

حضرت مولاناؒ نے وقت کی قدر و قیمت پر بہت ہی اہم بیان فرمایا کہ:

آج مسلمانوں میں وقت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے؛ حالاں کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے وقت کی قدر و قیمت پر بہت ہی تاکید فرمائی ہیں کہ:

نِعمتان مغبونٌ فیھما کثیرٌ من الناس :الصحةُ والفراغُ. (البخاري عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما)

یعنی دو چیزیں ایسی ہیں کہ اس کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں: ایک تندرستی اور دوسری فرصت۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں وقت کی کی قسم کھائی ہے:

وَالْعَصْرِ ۝١ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢

قسم ہے زمانے کی کہ انسان بڑے نقصان کے اندر ہے۔

آج بہت ضرورت ہے کہ ہم مسلمان وقت کی قدر و قیمت کو سمجھیں۔

تکبیرِ اولیٰ کی پابندی کی برکت

جو مسلمان نماز کا پابند ہوگا، تکبیرِ اولی کی پابندی کرے گا ان شاء اللہ! اس کی زندگی میں وقت کی قدر و قیمت آ ہی جائے گی؛ اس لیے کہ وہ جس مسجد میں بھی نماز پڑھتا ہوگا اس مسجد میں نماز کا وقت مقرر ہوگا، اب وہ سوچے گا کہ مجھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ہے اور تکبیرِ اولی کے ساتھ نماز پڑھنی ہے اور پہلی صف میں نماز پڑھنی ہے تو وہ پہلے سے تیاری کر کے نماز میں شامل ہوجائے گا، اس کی برکت ان شاء اللہ! اس کی زندگی میں وقت کی قدر و قیمت آئے گی۔

آج بڑے دکھ کی بات یہ ہے کہ ہمارے پاس وقت ہوتا ہے تو ہم گپ شپ، غیبت اور فضول کاموں میں لگا کر اسے ضائع کر دیتے ہیں۔

عربوں کے یہاں نماز کی اہمیت

مولانا نے ابھی اخیری زمانے میں کاپودرا کی نئی مسجد کے افتتاح کے موقع پر بیان فرمایا کہ: ہم لوگ عمرے میں گئے تو سامان کو ہوٹل تک لے جانے کے لیے ایک آدمی کو ہم نے اجرت پر لیا، وہ سامان لے کر چل رہا تھا اتنے میں اذان شروع ہوئی ، جیسے ہی اذان شروع ہوئی تو اس نے فوراً سامان رکھ دیا اور کہا کہ: اب جو کچھ ہوگا نماز کے بعد؛ حالاں کہ ہوٹل بالکل سامنے تھی، پھر بھی وہ سامان رکھ کر چلا دیا اور اجرت تک نہیں لی۔ اِس قدر عربوں کے یہاں نماز کا اہتمام ہوتا ہے۔

بہر حال! اُس وقت مولاناؒ نے اس موضوع پر بہت اچھا بیان کیا تھا۔

بارڈولی اجتماعی نکاح میں شرکت اور بیان

پھر ہمارے یہاں بارڈولی اجتماعی نکاح کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک دو موقع پر حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ بھی تشریف لائے اور اس اجتماعی نکاح کی مجلس میں بہت اچھا بیان فرمایا کہ: مسلمانو! سادگی والی شادیوں کو اپنے اندر عام کرو، غریب لڑکیاں، غریب مسلمان سادگی سے نکاح تو کرتے ہی ہیں، یہ ان کی مجبوری ہے؛ لیکن مال دار مسلمانوں کو سادگی والا نکاح اپنے اندر لانا چاہیے۔

اس موضوع پر حضرت مولاناؒ نے بہت اچھا بیان فرمایا تھا۔

ہماری دین داری کا اصل امتحان

آج اس کی بہت ضرورت ہے، دکھ اس بات کا ہے کہ جو مسلمان دین دار ہیں ان کے گھروں میں جب شادی بیاہ کا موقع آتا ہے تو ان کے گھروں میں بھی یہ سادگی والی سنت فوت ہوجاتی ہے۔ ہماری دین داری کا امتحان مسجد میں کم ہوتا ہے، معاشرت، معاملات، اور سماج میں زیادہ ہوا کرتا ہے، اگر ہم مسلمان شادیوں میں، میت کے موقع پر، معاملات میں دین داری پر آجائیں تو ہماری صحیح معنی میں دین داری کہی جائے گی۔

میرے والد ماجد اور مولاناؒ کے درمیان روابط

جس زمانے میں میرے والد ماجد مولانا سلیمان حافظ جیؒ مجلسِ خدام الدین سملک میں تھے اُس زمانے میں حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ بھی تھے، دونوں کے درمیان بڑے گہرے روابط تھے، اسی نسبت سے میرے بڑے بھائی بہن ۔جن کا بچپن سملک، ڈابھیل میں گذرا۔ ہمارے گھر کی اصطلاح میں حضرت مولانا مرحوم کو ''چچا'' کے پیارے لفظ سے یاد کرتے ہیں، اس زمانے کے کچھ واقعات میں نے اپنے والد صاحب کی سوانحِ حیات ''فیضِ سلیمانی'' میں ذکر کیے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کو یہاں نقل کروں، ان شاءاللہ! بڑا فائدہ ہوگا:

حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ کا ارشادِ گرامی:

وقت کی قدر و قیمت

حضرت مولانا عبداللہ کاپودروی صاحبؒ نے ''مجلسِ خدام الدین'' کے زمانے

کی بات مجھے سنائی تھی کہ: مرحوم والد صاحب جس جگہ بیٹھتے تھے وہاں بڑے حروف سے ایک عبارت لکھی ہوئی تھی: ''آپ اپنا کام کرو، مجھے میرا کام کرنے دو''۔

والد صاحب کو فضول وقت ضائع کرنے سے بہت نفرت تھی، کوئی بھی آدمی آ کر فضول وقت ضائع کرتا یہ والد صاحب کو بالکل پسند نہیں تھا، اس سلسلے میں وہ بے جھجھک ٹوک دیا کرتے تھے۔

مرحوم والد صاحب اپنے نظام الاوقات کے بڑے پابند تھے، جس کام کا وقت ہوتا ۔ چاہے کھانے کا، آرام کا، مطالعہ کا، یا عبادت کا ۔ اس وقت کوئی بھی ہو فوراً فرما دیتے کہ: اِس وقت میرا یہ کام ہے۔

معاملات کی صفائی: دینی اداروں کے منتظمین کے لیے دو بہت ہی اہم واقعے

''مجلسِ خدام الدین'' کے تمام تر حسابات والدِ مرحوم کے پاس رہتے، خود حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودرویؒ نے مجھے یہ بات بتائی تھی کہ: مجلس کے دفتر کی چابی مولانا عبدالحق میاں صاحب مرحوم اپنی ازار بند کے ساتھ باندھ کر رکھتے تھے اور بہت ہی وثوق کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ: مولانا سلیمان صاحب جو بھی حساب رکھتے ہیں وہ اتنا صاف اور صحیح ہوتا ہے کہ اگر آدھی رات کو بھی کوئی مجھ سے مجلس کے حسابات کے بارے میں سوالات کرے تو کل شام تک کا مکمل حساب کھول کر بتا سکتا ہوں۔

خود حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ نے اپنا یہ واقعہ مجھے سنایا تھا کہ: ایک مرتبہ میں اور مولانا ہاشم صاحب نصیر پوری ثم برطانوی مجلس کے کام سے کسی جگہ گئے

ہوئے تھے، دورانِ سفر جواخراجات ہوئے وہ لکھ کر والد صاحب کوجمع کرا رہے تھے، والد صاحب مرحوم کا نظام ایسا تھا کہ جوبھی اخراجات ہوئے ہواس کی پوری تفصیل بل کے ساتھ وہ دیکھا کرتے تھے، یہاں تک کہ بَس کا ٹکٹ بھی ان کوجمع کرانا ہوتا تھا۔

مولانا عبداللہ صاحب فرمانے لگے کہ: تمھارے والد صاحب تمام حسابات جانچ کر کے صحیح کا نشان کرتے جارہے تھے، ایک جگہ پہنچ کران کا قلم رک گیا، جہاں تین چائے کا حساب لکھا ہوا تھا، والد صاحب نے فوراً سوال کیا کہ: مجلس کی طرف سے آپ دوحضرات گئے ہوئے تھے، یہ تین چائے کیسی؟ دوہونی چاہیے؟

اس پر میں نے اور مولانا ہاشم صاحب نے کہا کہ: ہم دونوں سورت ریلوے اسٹیشن کے قریب چائے پی رہے تھے کہ اتنے میں ایک تیسرے مولوی صاحب وہاں پہنچ گئےتو ان کوبھی چائے پلادی۔

اس پروالد صاحب مرحوم فرمانے لگے کہ: وہ تیسرے مولانا صاحب کی مہمانی آپ لوگوں کی جیب سے، مجلس کے حساب سےتو دوہی چائے کے پیسے ملیں گے۔

اس پرمولانا مرحوم نے مولانا ہاشم صاحب سے فرمایا: مولانا سلیمان کی یہ بات اصولی اور ضابطے کی ہے، انتہی۔ (فیضِ سلیمانی: ۱/ ۱۶۸)

حضرت مولاناؒ کا نورانی مکاتب سے گہرا ربط

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے گجرات بھر میں بنجر بستیوں میں اورغریب مسلمانوں میں اور دینی اعتبار سے پسماندہ علاقوں میں مسلمانوں کی موجودہ اور آنے والی نسلوں میں دین اور دینی تعلیم عام کرنے کے لیے جونورانی مکاتب کا مبارک سلسلہ اور نظام

شروع ہوا حضرت مرحوم کو اس سے بہت گہرا ربط اور قلبی تعلق تھا اور آپ اس سے بہت ہی ہمدردانہ اور مشفقانہ تعلق رکھتے تھے۔

کاپودرا میں قائم ''نورانی مکاتب'' ہی کے ایک سلسلے ''دارالمکاتب'' سے آپ بڑی دل چسپی رکھتے تھے، ملک اور بیرونِ ملک اور گجرات بھر سے مکتب کے جو مدرسین تعلیمی تربیت حاصل کرنے کے لیے وہاں پہنچتے ہیں، تو روزانہ عصر کے بعد ان مدرسین کے لیے آپ اپنا قیمتی وقت عنایت فرماتے، ان سے علاقوں کی کارگذاری لیتے اور ان کو ضروری ہدایات دیتے۔

دارالمکاتب اور نورانی مکاتب کے کاموں سے بہت ہی دل چسپی رکھتے، اپنی دعاؤں اور مفید مشوروں سے بھی نوازتے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ آں مرحوم کی ان عنایتوں اور شفقتوں کا بہترین بدلہ آخرت میں عطا فرمائے، آمین۔

مکاتب کا یہ تعلیمی وتربیتی سفر تو اب بھی ان شاء اللہ! جاری رہے گا؛ مگر حضرت کی صحبت اور توجہ سے جو روشنی ملتی تھی افسوس کہ ہم اس سے محروم ہو گئے۔

حضرت مولاناؒ کے کمالات کے چند ظاہری اسباب

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ حضرت مولانا کی زندگی کے اندر یہ سب خوبیاں اور کمالات کیسے آئے، حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے یہ سب عطا فرمایا؛ لیکن یہ دنیا دارالاسباب ہے؛ اس لیے ہمیں ظاہری اور معنوی اسباب کو بھی دیکھنا چاہیے، جب ہم ان اسباب کو دیکھیں گے اور ان کو اپنائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا مقام اور ایسی فکریں اور ایسی اولاد عطا فرمائیں گے۔

(۱) مولاناؒ کے والد صاحب کا اللہ والوں سے تعلق اور ان سے اپنی اولاد کے لیے دعا کروانا

خود حضرتؒ فرماتے تھے اور کتابوں میں آپ کے متعلق لکھا گیا ہے کہ: حضرت مولانا کے والدِ مرحوم جس زمانے میں ''برما'' تھے اس زمانے کے بڑے بڑے علما اور اللہ والوں سے آپ کا بہت ہی گہرا تعلق تھا، جیسے حضرت مولانا عیسیٰ صاحبؒ۔ جو حکیم الامت حضرت مولانا الشاہ اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ تھے۔ ان سے بھی تعلق تھا اور خود حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے ان کے والد کا گہرا تعلق تھا، اُس زمانے میں جامعہ ڈابھیل میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا بدرِ عالم مرٹھیؒ، مولانا یوسف بنوریؒ جیسے جبال العلم و العمل اہلِ دل سے بھی آپ کے والد کا بڑا گہرا تعلق تھا اور ان تمام بزرگوں سے اپنے ہونے والے بیٹے کے لیے دعا کرواتے تھے۔

خود حضرت تھانویؒ نے ان کے والد کی دعا کی درخواست پر لکھا ہے کہ: میں دعا کرتا ہوں۔

جب اللہ کے نیک بندوں سے ان کے والد نے تعلق رکھا اور ان سے اپنی اولاد کے لیے دعا کروائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت سے حضرت مولانا کو ایسی خوبیاں عطا فرمائیں، یہ تھا پہلا روحانی سبب۔

اِس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم خود بھی اپنے زمانے کے بڑے بڑے علما اور اللہ والوں سے تعلق رکھیں، ان کی خدمت کریں اور ان سے اپنی اولاد کے لیے

دعائیں کروائیں۔

(۲) خود حضرت مولاناؒ کا اللہ والوں سے تعلق

حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ خود بھی اپنے زمانے کے بزرگوں اور اولیاء اللہ سے بہت گہرا تعلق رکھتے تھے، چاہے وہ ان کے اپنے استاذ ہوں یا کوئی اور ہوں، صرف اللہ والے ہونے کی نسبت پر علما اور اہلِ اللہ سے تعلق رکھتے رہیں۔

اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں بھی اپنے زمانے کے اہل اللہ اور علما سے تعلق رکھنا چاہیے۔

حضرتؒ کے صاحب زادے مولانا اسماعیل صاحب کے حوالے سے سنا کہ حضرت مولاناؒ کو نو (۹) بزرگوں سے اجازتِ بیعت حاصل تھی، یہ بہت بڑی بات ہے، اس سے خود حضرت مولاناؒ کے تعلق مع اللہ کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(۳) اپنے اساتذہ سے تعلق و محبت

حضرت مولاناؒ کو اپنے اساتذہ سے بہت محبت تھی؛ یہاں تک کہ آپ نے اپنے اخیری سالوں میں اپنے ہر ہر استاذ کی سوانحِ حیات لکھ کر یا لکھوا کر شائع کروائی، آپ نجی مجلس اور بیانات میں اپنے اساتذہ کا بہت ہی محبت اور والہانہ انداز میں ذکرِ خیر فرماتے تھے۔ اپنے اساتذہ سے محبت، عقیدت اور ان کی دعائیں لینا آدمی کو ترقی کی بہت ہی اونچی منزلوں پر پہنچانے والا ہوتا ہے:

پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

(۴) مسلمانوں کی دینی و دنیوی تعلیم کی فکر

حضرت مولاناؒ کو مسلمانوں میں دینی تعلیم اور آج کے زمانے کی عصری تعلیم دونوں کا بہت ہی فکر رہتا تھا، دینی تعلیم ایک مسلمان کے لیے بہت ہی ضروری ہے اور دنیوی تعلیم یہ بھی ایک مسلمان کی ضرورت ہے اور ضرورت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا، حضرت مولاناؒ نے دونوں طرح کی تعلیم مسلمانوں میں عام کرنے کی پوری زندگی خوب فکر فرمائی۔

ہمارے یہاں گجرات میں، خاص کر کے ہمارے سورت نوساری، بلساڑ، بھروچ ضلع میں مسلمانوں میں تعلیم اور ایجیوکیشن کا تناسب بہت نیچے جا رہا ہے اس کی بھی مولانا کو بہت فکر رہتی تھی: ایک مرتبہ باقاعدہ کنوینشن بلوایا اور اس میں انھوں نے بہت اچھی گجراتی میں صدارتی خطاب کے طور پر چند صفحات لکھے، اس میں پوری مسلم قوم سے درخواست کی کہ: ہمارے اندر دینی اور دنیوی تعلیم جو بہت کم ہو رہی ہے اس کے بارے میں اس وقت فکر کرنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔

اِس وقت حالات یہ ہے کہ ہمارے گجرات میں جتنے بھی دار العلوم ہیں اس میں مقامی طلبہ بہت کم ہوتے جا رہے ہیں، یہ بہت دکھ کی بات ہے، پہلے ہم یہ سمجھتے تھے کہ: شمالی گجرات کے علاقے میں یہ بات نہیں ہے؛ لیکن ابھی ابھی اس علاقے کے میرے ایک ساتھی: مفتی ابوبکر صاحب پٹنی مدظلہ العالی - جامعہ ڈابھیل کے مدرس، جو بڑے فکرمند رہتے ہیں - انھوں نے خود مجھے سنایا کہ: ہمارے علاقے: پالنپور، مہسانا، بناس کانٹھا میں بھی ہر سال اپنے علاقے کے پچاس بچے کم ہو رہے ہیں اور اپنے جنوبی

گجرات کا بھی یہی حال ہے کہ مدرسے میں جتنی تعداد آتی ہے اس میں بہت کم تعداد اپنے علاقے کی ہوتی ہے اور دوسری جگہ کے بچے زیادہ آتے ہیں، یہ بھی ہمارے لیے ایک بہت سوچنے کا مقام ہے۔

(۵) ہر ایک کی خیر خواہی

آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے خیر خواہی کے جذبات بھرے ہوئے تھے، ہر ایک کی خیر خواہی: علما، عامۃ المسلمین، غیر مسلم، ملک، دینی ادارے، اسکول، ہائی اسکول، کالج، ہر ایک کی آپ کے اندر خوب خیر خواہی بھری ہوئی تھی، یہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے اس فرمان کی عملی تفسیر ہے: اِنَّ الدینَ النصیحۃُ. (ابو داود عن تمیم الداري رضي الله عنه)

یعنی دین نام ہی ہے خیر خواہی کا۔

گویا حضرت مولاناؒ کے اندر ہر ایک کی خیر خواہی کے جذبات تھے: اس لیے ہمیں بھی اپنے دل میں ہر ایک کے لیے خیر خواہی کے جذبات رکھنا چاہیے، جس کا دل وسیع ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے عمل، مقام اور اس کے کام کے دائرے کو بھی وسیع کریں گے۔

(٦) ذکر اور معمولات کی پابندی

ایک بہت اہم چیز: حضرت مولاناؒ ذکر اور معمولات کے بڑے پابند تھے، معمولات کی پابندی انسان کی ترقی کی سیڑھی ہے:

الاصرار علی المعمولات سُلَّمُ الرقیٰ.

یعنی جو آدمی معمولات کی پابندی کرتا ہے یہ اس کی ترقی کی سیڑھی ہے۔

مولاناؒ تہجد کے پابند تھے اور دعاؤں کا بھی بہت اہتمام کرتے تھے، دین کا کام کرنے والوں کے لیے یہ بہت بڑا سبق ہے، اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو فرماتے ہیں:

قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝۲

ترجمہ: رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی رات (عبادت کے لیے) کھڑے ہو جایا کرو۔ اس لیے کہ دن کے اندر تو بڑی مصروفیات رہتی ہے:

اِنَّ لَكَ فِى النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيۡلًا ۝۷

ترجمہ: یقیناً دن میں تو تمھارے ساتھ لمبی مشغولیات لگی رہتی ہیں۔

حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی دن بھر کی مشغولیات خالص دینی، دعوتی ہوا کرتی تھی پھر بھی رات کو عبادت کے لیے یکسوئی کا حکم ہے، دین کا کام کرنے والے حضرات اس کی طرف خصوصی توجہ دیں، رات کی عبادت اور رونا، مانگنا اور دن میں محنت کرنا یہ کامیابی کی چابی ہے: وباللیل رھبان وبالنھار فرسان۔ صحیح بات کسی نے کہی: جب تک امت میں رات کو رونے کا عام ماحول تھا اللہ تعالیٰ دن کے اجالے میں امت کو خوشی، فتح وظفر کے حالات دکھاتے تھے، جب سے راتوں کا رونا ختم یا کم ہو گیا تب سے دن کے اجالے میں رلانے والے حالات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

حضرت مولاناؒ جہاں دن بھر دین کے کاموں میں مصروف اور علما اور لوگوں کی خیر خواہی میں مشغول رہتے وہیں معمولات کی پابندی اور رات کو اٹھ کر دعاؤں کا اہتمام بھی کرتے تھے۔

یہ چند ظاہری اسباب تھے جو بندے کے ذہن میں آئے۔

بندے کو قبر میں اترنے کی سعادت اور مولاناؒ کا چہرہ قبلہ رخ

حضرت مولانا کے خلف الرشید برادرِ مکرم مولانا اسماعیل صاحب کے اس احسان کو زندگی بھر نہیں بھولوں گا، کہ انھوں نے حضرت مولانا کی قبر مبارک میں اترنے کی اجازت بندے کو مرحمت فرمائی، خدا کو گواہ رکھ کر ایک عجیب بات میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں:

جب ہم قبر کے اندر تھے تو میں نے بھائی قاسم اور بھائی یوسف سے کہا کہ: اب ہم رخ کو قبلے کی طرف کرتے ہیں، بھائی قاسم نے مجھے کہا کہ: جس وقت انتقال ہوا تو اس وقت بھی الحمد للہ! رُخ قبلے کی جانب ہی تھا۔

جس شخص کی زندگی، سوچ، عمل، اخلاق اور پوری زندگی نہجِ صحیح پر گزری ہو تو اس کی روح بھی نہجِ صحیح پر قبض ہوتی ہے!!

قبر کی طرف سے ایک خوشگوار ہوا کا جھونکا

خدا کو حاضر رکھ کر آگے کی بات میں عرض کر رہا ہوں، میں غلط کہوں تو محشر میں میرا گریبان پکڑ لینا: جب ہم تدفین سے فارغ ہوئے تو ہم پسینے میں شرابور تھے، قبر کی طرف سے ایک نہایت ٹھنڈی، مفرح ہوا کا جھونکا آیا جس نے دل ودماغ کو معطر کر دیا۔

اِس سے ہم نیک فالی لیتے ہیں کہ ان شاء اللہ! حضرت کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھول دی گئی ہوگی۔

اور یہ بندے کا کوئی کمال نہیں ہے؛ بلکہ ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب

دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ دونوں کی قلب کی صفائی اور تعلق مع اللہ کے انوار و برکات کا نتیجہ ہے۔

میدانِ محشر میں !!!

شاید آپ نے سوچا ہوگا کہ میں نے خطبہ میں نکاح والی حدیث کیوں ذکر کی، واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو ماشاء اللہ! نیک صالح اولاد کی ایک جماعت عطا فرمائی، اس حدیث کی بنیاد پر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ: محشر میں ان شاء اللہ! حضرت نبیٔ کریم ﷺ حضرت مولانا کی شخصیت پر ضرور فخر فرمائیں گے۔

آپ کے صاحب زادے مولانا اسماعیل اوران کی اہلیہ کی بے مثال خدمت

حضرت مولاناؒ کے اہلِ خانہ نے آپؒ کی بہت خدمت کی؛ خصوصاً آپ کے صاحب زادے مولانا اسماعیل صاحب اور ان کی اہلیہ نے تو خدمت کا حق ہی ادا کر دیا، برطانیہ کے سارے راحت و آرام قربان کر کے انھوں نے اور ان کی اہلیہ نے رات دن پورا وقت حضرت مولاناؒ کی خدمت میں لگا دیا، ابھی تازہ ایک بات سنی تو بہت تعجب ہوا کہ بیماری کے آخری دنوں میں ایک مرتبہ حضرت مولاناؒ رات کے کسی وقت استنجا کے لیے تشریف لے جارہے تھے، فرمایا کہ: لوٹ چاہیے، جس کو ہمارے یہاں کانجی مثل حریرہ کہتے ہیں، جب استنجا سے فارغ ہوکر تشریف لائے تو اتنی دیر میں مولانا اسماعیل کی اہلیہ نے وہ چیز تیار کر کے پیش کر دی، ایسی مثالی خدمت انھوں نے انجام دی، اللہ

تعالیٰ ان کی اور ان کی اہلیہ کی خدمات کو بے انتہا قبول فرمائے۔

صفاتِ عبدیت دنیا وآخرت کی معراج

حضرت مولاناؒ کے جتنے بھی اوصاف بیان کیے جائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے اسمِ مبارک ''عبداللہ'' کی برکت ہے۔

واقعتاً یہ صفتِ عبدیت ہے: چھوٹوں کو آگے کرنا۔ دوسروں کے صفات کا اعتراف کرنا یہ کمالِ عبدیت کی علامت ہے اور جس میں یہ صفاتِ عبدیت ہیں وہ واقعی محمدی ہے؛ اس لیے کہ: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا﴾ کے پیشِ نظر یہی صفاتِ عبدیت بندے کے لیے دنیا وآخرت کی معراج ہے۔

مولاناؒ کی وفات عالمِ اسلام کا عظیم نقصان

حضرت کی وفات پورے عالمِ اسلام کا نقصان ہے، کسی ایک برادری یا کسی ایک علاقے کا نہیں، پوری دنیائے اسلام پر حضرت کے علم وعمل کا فیض تھا۔ آپ نے بارہا سنا ہوگا کہ لوگ دنیا کے مختلف مقامات کا سفر کرتے ہیں، کوئی وہاں کا ٹاور دیکھتا ہے، کوئی وہاں برتیج دیکھتا ہے؛ لیکن حضرت کے اسفار کے بعد کے بیانات کو آپ نے سنا ہوگا کہ: ہم نے وہاں بڑے بڑے کتب خانے دیکھے۔

ہمارے ایک دوست تو حضرت کے ساتھ محبت میں آج تک یہ کہتے ہیں: جب بھی حضرت کا تذکرہ کرنا ہو تو کہتے کہ ''بڑے بڑے'' تشریف لا رہے ہیں اور ان کا

اشارہ ان کی طرف ہوتا کہ دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں جا کر بڑے بڑے کتب خانے دیکھ کر وہاں کی کتابوں کا تعارف یہاں آ کر کروایا اور دنیا کو ان کتب سے واقف کروایا۔

اللہ حضرت مولاناؒ کو غریق رحمت کرے، درجات کو جنت الفردوس میں بلند فرمائے، آمین۔

باتیں تو بہت ہیں؛ لیکن اِس مختصر مضمون میں اس کی گنجائش نہیں، اللہ تعالیٰ حضرت والا کے اوصاف کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین